رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریز ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دار الامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲

خریدار نمبر ۲۷۳
منشی سلطان
کرمالی
Singh

(۱۴)
حدہ مدرس مدرسہ
نجاب
Ka
Mai Sar

(۱۴) ایڈیٹر یا پبلشر یا پرنٹر (۱۵)

فاروق

قادیان

ایڈیٹر قاسم علی احمدی

جلد (۱۴) | قادیان مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۴ ذیحجہ سنہ ۱۳۴۷ھ | نمبر (۱۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اس ہفتہ میں بھی علیل رہی ہے۔ گو کبھی دن حضور مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں۔ لیکن صحت کلی نہیں ہوئی احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

(۲) خدا کے فضل سے احمدی مطالبات کا امتحان مولوی۔ ادیب۔ ادیب عالم کا ۱۳ مئی سنہ ۲۹ء سے قادیان میں ہی شروع ہوگا۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ قادیان کی طالبات کیلئے یونیورسٹی پنجاب نے قادیان کو ہی مرکز امتحان منظور فرما کر مس سی سٹر صاحبہ کو سپرنٹنڈنٹ امتحان مقرر کر کے بھیجا ہے۔ وہ طالبات کو یونیورسٹی کے پرچے تقسیم کر کے اپنی نگرانی میں امتحان لینگی۔ جو ۱۲ مئی کو قادیان تشریف لے آئی ہیں۔ قریباً بیس یوم تک یہ امتحان جاری رہیگی۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۳) احمدیہ ہوسٹل لاہور کے ہمارے جن بچوں نے یونیورسٹی کے سالانہ امتحان (دسمبر ۱۹۲۸ء) میں کامیابی کی

اخبار "ٹوڈی" کا اجراء

"زمیندار" میں چند روز سے اعلان ہو رہا ہے۔ کہ "ٹوڈی" کے نام سے ایک اخبار جاری ہوگا، جس میں حضرت "نقاش" (یعنی ظفر علی خاں) نظمیں لکھیں گے۔ اس اخبار کا منشا یہ ہے۔ کہ نہرو رپورٹ کے مخالفین کو خوب جی بھر کر گالیاں دی جائیں۔ "ٹوڈی" کے جواب میں نہروانی "گرگٹ" "مچھندر" اور "زینت فقیر" "آکا باکا" نکلنے والے ہیں۔ جس سے "نقاش" کے حواس درست ہو جائیں گے۔

"آکا باکا" کا اجراء

بقر عید کے دن لاہور سے ایک نیا ہفتہ وار اخبار "آکا باکا" شائع ہوگا۔ اس جریدہ نفیسہ کے ایڈیٹر کامریڈ نذیر احمد ہوں گے۔ یہ پرچہ ہندو مسلمان اتحاد کا حامی ہندو نواز مسلمانوں کا دشمن۔ آکاؤ باکاؤ اور ٹوڈیوں کا مخالف اور بھارت ماتا کا سیوک ہوگا۔ سخنور مرتاض حضرت نباض، ملت کے دعا، حضرت کشاف۔ تریفوں کے سر کی راکھ حضرات سہر رکھ، احمق پھپھوندوی۔ شیخ چلی حافظ آبادی، ڈنڈے باز خاں بوکا لدھیانوی، ملا دوپیازہ امرت سری وغیرہ وغیرہ ارباب قلم اس کے مستقل مضامین نگار ہوں گے۔ پہلے پرچہ کے بعض مضامین یہ ہونگے۔ مقالات۔ باغی ٹولی۔ شذرات۔ گدائے لم یزل۔ مزاحات۔ بوکا۔ اطلاعات لاہور کا بچہ سقا۔ اقتباسات۔ زینت فقیر۔ سیاسیات پولٹیکل گرگٹ۔ جمالیات۔ پری۔ فسانہ۔ اخبار و زہرہ قیمت دو پیسے فی پرچہ۔

"چودھویں کا چاند" کی ضبطی

گورنمنٹ پنجاب نے "چودھویں کا چاند" کی ضبطی کے آرڈر جاری کر دیئے۔ چنانچہ ۷ مئی کو ان احکام کی تعمیل میں گردھر سٹیم پریس کی جہاں یہ کتاب چھپی تھی۔ تلاشی ہوئی اور پولیس نے کتاب کے پروف اپنے قبضہ میں کر لئے۔ "چودھویں کا چاند" پنڈت چمپتی ایم اے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۲۹ء

"ملک کے امن کیلئے خطرہ" احمدی جماعت ہے یا آریہ سماج؟

(از)

لالہ کانشی ناتھ صاحب بی۔ اے شہور آریہ سماجی دوان نے عرصہ ہوا لکھا تھا۔ کہ

"دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام لگانا اور ان کو بدنام کر کے گرانا آریہ سماج کے اندر ایک آرٹ (ہنر) بن گیا ہے"

(اخبار پتندر ۱۰ اگست ۱۹۰۹ء)

اور یہ جو کچھ لکھا بالکل حق اور درست تھا۔ جس کی تائید آریہ سماجی اخبارات سے آئے دن ہوتی رہتی ہے۔ اور اگر کسی نے اس کا تازہ نمونہ دیکھنا ہو۔ تو اس کے لئے لالہ رادھا کشن صاحب بی۔ اے ایڈیٹر پرکاش کا مندرجہ ذیل تعصب کا بھرا فقرہ پڑھ لینا کافی ہے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"خونریزی اور خانہ جنگی کے کارن خلافت کی داغ بیل ہندوستان میں قادیان میں رکھی گئی ہے۔ اور اس نقلی خلافت کی بھی جو مختصر تاریخ ہے۔ وہ تصدیق ہے اس بات کی کہ خلافت خونریزی اور خانہ جنگی کا کارن ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے قادیان کی مرزائی تحریک کا بار یک بینی سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ انکی پختہ رائے ہے۔ کہ یہ تحریک ملک کے امن کے لئے خطرہ ہے ہندو مسلمانوں میں خانہ جنگی کرانا تو اس کا ادیش (مقصد الفین) ہے ہی" الخ

(پرکاش ۵ رمئی ۱۹۲۹ء صفحہ ۷)

حالانکہ یہ جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل غلط اور بے بنیاد اور نرا اتہام ہے۔ جس کی حقیقت میں کوئی اصل نہیں لیکن چونکہ بقول لالہ کانشی ناتھ صاحب "دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام لگانا اور ان کو بدنام کر کے گرانا آریہ سماج کے اندر ایک آرٹ بن گیا ہے" اس لئے یہ لوگ اس آرٹ کی نمائش کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اپنی شرریزی پر پردہ ڈالنے کیلئے امن پسندوں پر فتنہ انگیزی کا عیب دھرنا فرض سمجھتے ہیں۔ حالانکہ علم و عقل اور تہذیب و شرافت کے مدعی ہو کر اس قسم کے بے بنیاد دلآزار اور پاجیانہ حملے کرنا ہر ایک سنجیدہ مزاج انسانوں کی نظروں میں نہایت ہی ذلیل اور ناپاک حرکت ہے۔

کس قدر رنج اور دکھ کا مقام ہے۔ کہ وہ احمدی جنہوں نے آج تک کبھی ایک فساد میں بھی حصہ نہ لیا۔ وہ احمدی جو کبھی ہڑتال تک میں شریک نہ ہوئے۔ وہ احمدی جنہوں نے ماریں کھائیں۔ پتھر کھائے۔ دکھ دیئے گئے۔ اور ظالموں کے تشدد سے جان تک کھو بیٹھے آج انہیں "ملک کے امن کے لئے خطرہ" بناتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کی جاتی۔ اگر احمدی "ملک کے امن کے لئے خطرہ" ہوتے۔ تو چاہیئے تھا کہ گورنمنٹ ان کو پکڑتی جرمانے کرتی۔ جیل میں بھیجتی۔ ان کی کتابیں ان کے جلوس اور جلسے روک دیتی۔ لیکن جب گورنمنٹ نے ان سے ایسا سلوک نہیں کیا۔ تو پھر کس طرح یہ امن پسند گروہ "ملک کے امن کے لئے خطرہ" سمجھا جا سکتا ہے؟ گورنمنٹ نہ سہی اگر لیڈر ہی۔ اس رواداری اور امن پسندی کی علمبردار جماعت کو "ملک کے امن کے لئے خطرہ" سمجھتے تو ضرور تھا۔ کہ ان کی طرف سے اس کے خلاف آوازیں اٹھتیں اور اس "خطرہ" سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے اعلان کیا جاتا۔ لیکن آج تک کسی ایک لیڈر نے بھی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو یا عیسائی اس امن و اتحاد کی حامی جماعت کے لئے اس قسم کا کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا۔ کہ جس سے معلوم ہوتا کہ احمدیہ تحریک "ملک کے امن کے لئے خطرہ" ہے:۔

حالانکہ برخلاف اس کے گورنمنٹ نے بیسیوں آریہ سماجی پنڈت پرچارکوں اور بھجنکوں کو ان کی شرر باری اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے سزائیں دیں جرمانے کئے۔ جیل میں بھیجا اور ان سے نیک چلنی اور امن پسندی کے لئے مچلکے لئے۔ اور اس طرح ان کی بیسیوں کتابیں۔ اخبار۔ رسالے۔ ٹریکٹ اور پمفلٹ فتنہ انگیز سمجھے گئے۔ اور ان کے ناشروں پر مقدمے چلائے گئے اور عبرت انگیز سزائیں دی گئیں۔ زبان بندیاں ہوئیں۔ جلوس روکے گئے۔ جلسے بند کئے گئے۔ اور ان پر کئی قسم کی پابندیاں عائد کی گئیں تاکہ یہ لوگ "ملک کے امن کے لئے خطرہ" نہ بن سکیں۔ اور گورنمنٹ کی طرح لیڈران ملک نے بھی علی الاعلان ان کی شرر باری۔ فتنہ پروری اور فساد انگیزی کا رونا رویا۔ اور بار بار ملک کو تنبیہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ آریہ سماجی تحریک چونکہ "ملک کے امن کے لئے خطرہ" ہے۔ اس لئے اس سے بچنا چاہیئے۔

مگر باوجود ان روشن اور بدیہی ثبوتوں کے آج امن پسند احمدیوں کو "ملک کے امن کے لئے خطرہ" بتایا جاتا ہے۔ اور وہ بھی ان کی طرف سے جو خود "امن کے لئے خطرہ" ثابت ہو چکے ہیں۔

اگر احمدیہ تحریک "ملک کے امن کے لئے خطرہ" تھی تو لالہ رادھا کشن جی کو اس کا ثبوت بھی دینا چاہیئے تھا۔ اور واقعات کی روشنی میں بتانا چاہیئے تھا۔ کہ کس طرح یہ "ملک کے امن کے لئے خطرہ" سمجھی جا سکتی ہے؟ لیکن چونکہ انہوں نے محض اس آرٹ اور ہنر کی نمائش کرنا تھی۔ جو آریہ سماج میں رہ کر سیکھا ہے۔ اس لئے بغیر کسی وجہ اور دلیل کے ہی "دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام لگانا اور ان کو بدنام کر کے گرانا" ضروری جانا۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سچائی پر ہزار پردے ڈالے جائیں۔ اور اسے مخفی رکھنے کی لاکھ کوششیں ہوں۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھپ نہیں سکتی۔ وہ ظاہر ہوتی ہے اور نشان سے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اپنے وجود کو خود دشمنوں سے بھی منوا کر چھوڑتی ہے۔ یہی رادھا کشن جو آج آریہ سماج کے مخصوص آرٹ کا مظاہرہ کرنے کے لئے احمدیوں کو ملک کے امن کے لئے خطرہ" بتاتے ہیں اپنے اسی اخبار میں شائع کر چکے ہیں۔ کہ

"ہندوستان میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے عظیم طاقتور مذہبی تحریک جاری کی ہے۔

.....اسے

مذہبی دیوانگی پسند نہیں۔ وہ امن اور رواداری کا علمبردار ہے اور ایسا کرہ ہوائی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو تہذیب کے موافق ہو اور مسلمانوں کے لئے اخلاقی خوبیوں کی ضرورت پر زور دیتا ہے"

(پرکاش)

جب خود ایڈیٹر پرکاش شائع کر چکا ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کو "مذہبی دیوانگی پسند نہیں۔ بلکہ وہ امن اور رواداری کا علمبردار ہے اور ایسا کرہ ہوائی پیدا کرنا چاہتا ہے جو تہذیب کے موافق ہو" تو آج اس کے خلاف یہ لکھنا۔ کہ احمدیہ تحریک "ملک کے امن کے لئے خطرہ ہے"۔ اپنے نفس باطن کا ثبوت دینا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ جو "امن اور رواداری کا علمبردار ہو" وہ "ملک کے امن کے لئے خطرہ" بن سکتا ہے؟ کیا جس کو "مذہبی دیوانگی پسند نہیں" اسپر "ہندو مسلمانوں میں خانہ جنگی" کرانے کا اتہام لگانا واقعات کی صریح تکذیب نہیں یہ کس طرح قرین قیاس سمجھا جائے۔ کہ جو "اخلاقی خوبیوں پر زور دیتا" ہو اسے "ملک کے امن کے لئے خطرہ" سمجھ لیا جائے؟

پس جب کہ خود پرکاش کی اپنی ہی شائع کردہ تحریر ہمیں بتا رہی ہے۔ کہ احمدیہ تحریک اور اس کا مقدس بانی "امن اور رواداری کا علمبردار ہے"۔ تو ایسی حالت میں اس معصوم تحریک کو کوئی بھی ذی ہوش انسان "ملک کے امن کے لئے خطرہ" نہیں سمجھ سکتا۔

ہاں اگر "ہمارے ملک کے امن کے لئے خطرہ" سمجھا جا سکتا ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت نہیں بلکہ آریہ سماج ہے۔ جس کی فتنہ انگیزیوں اور شر باریوں کے متعلق گورنمنٹ، اہلکاران گورنمنٹ اور ملک کے لیڈر فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ واقعی یہ فتنہ پسند گروہ ہے۔ اعتبار نہ آئے۔ تو مندرجہ ذیل ریمارکس پڑھ لئے جائیں۔

(۱) گاندھی جی

آریوں کے بڑے مہاتما اور سوراج کے علمبردار آریہ سماجیوں کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ:۔

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں"

(۲) بابو بپن چندر پال

نے بھی کہا تھا کہ:۔

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا جو ملک میں پیدا ہو رہی ہے۔ آریہ سماج کی سرگرمیاں ہی اس کے لئے ذمہ دار ہیں"

(۳) مسٹر شاستری

نے بھی فرمایا تھا۔ کہ:۔

"سارے ہندوستان میں آریہ سماج کی کیا فتوحات ہیں۔ بیس تیس سال میں انہوں نے یو۔پی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے"

(۴) امراؤ بہادر ماتھر صاحب بی اے

نے بھی تحریر کیا تھا کہ:۔

"آریہ سماج کی ہستی سے پیشتر نہ ہندو مسلمانوں میں کوئی فساد تھا۔ نہ ہندوؤں میں آپس میں کوئی خانہ جنگی تھی۔ یہ سب آریہ سماج کی دریدہ دہنی اور زبان درازی کا ظہور ہے"

(اخبار سیاست ۱۸ اگست ۱۹۲۴ء)

(۵) پنڈت دھرم ویر کرم چند ایم اے

نے بھی یہی رائے ظاہر کی۔ کہ:۔

"مسلمان مدتوں سے اس ملک میں رہتے ہیں۔ لیکن اس قدر فساد ہندو مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ جتنا ان آریہ پرچارکوں کی تحریر و تقریر نے آگ لگائی"

(۶) اعلیٰ حکام

اور تو اور گورنمنٹ کی انتظامیہ رپورٹوں میں بھی لکھا نظر آتا ہے۔ کہ آریوں کی

"کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ جس میں کہ مثل سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا"

اور پھر لکھا ہے۔ کہ:۔

"باوجود آریوں کی اشتعال دہی کے عیسائی لٹریچر اعتدال اور زبان کی مناسبت کے لحاظ سے خاص طور پر ممتاز ہو گیا"

(دیوپی گورنمنٹ ایڈمنسٹریشن رپورٹ ۱۵-۱۹۱۴ء صفحہ ۲۳)

یہی نہیں خود آریہ سماجیوں کو بھی اپنی فتنہ پسندی کا اقبال ہے۔ جیسا کہ

(۷) ایڈیٹر آریہ پتر کا لاہور

نے لکھا تھا۔ کہ:۔

"آریہ سماج کے اندر ایک نقص ہے۔ جو دوسری سوسائٹیوں میں مفقود ہے۔ اور یہ اس کے طفیل ہے۔ کہ آریہ سماج بجائے شریف پرشوں (شرفا) کی سبھا کہلانے کے جھگڑالو لوگوں کا مجمع کہلا رہا ہے"

(آریہ پتر کا ۸ فروری ۲۵ء)

(۸) لالہ گھانسی رام صاحب ایم اے

نے بھی لکھا تھا کہ:۔

"ہم اپنے بھجنوں کو دیکھیں۔ تو ان میں یا تو گایوں کا لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ یا ہندو مسلمان اور عیسائیوں کے معتقدات پر بے جا اور بے وجہ حملے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھجن ہم کو کمیٹی کی طرف لے جا کر نفرت اور دشمنی کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تازہ شہادت کی ضرورت ہو۔ تو

(۹) اخبار آریہ گزٹ لاہور کی مندرجہ ذیل گواہی پڑھ لیجئے:۔

"آریہ سماج کے اخبار اور اوپدیشک اس وقت پرچارک کا کام نہیں کر رہے بلکہ منافرت پھیلانے کا"

(آریہ گزٹ ۲۵۔ نومبر ۱۹۲۶ء)

کیا ان معتبر اور موثق گواہوں کی گواہیاں یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔ کہ فتنہ پسندی اور امن کشی کا مرتکب اگر کوئی ہے، تو وہ احمدیہ جماعت نہیں بلکہ آریہ سماج ہے۔ کیا امید ہے لالہ رادھا کشن صاحب ایڈیٹر پرکاش ان حوالہ جات کو خالی الذہن ہو کر پڑھینگے۔ اور سینے پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتائیں گے۔ کہ احمدیہ سلسلہ جس کے متعلق انہی کے اخبار میں چھپا تھا۔ کہ "وہ امن اور رواداری کا علمبردار ہے" "ملک کے امن کے لئے خطرہ" ہے یا آریہ سماج "ملک کے امن کے لئے خطرہ" جس کی تائید بڑے بڑے لیڈروں۔ گورنمنٹ کے اہلکاروں اور خود آریوں نے بھی صاف اور واشگاف لفظوں میں کر دی ہے۔ ہمیں تو توقع یہی ہے۔ کہ لالہ صاحب آئندہ اپنے مخصوص آرٹ کی نمائش کرنے کے لئے اس قسم کے دلآزار اور بے بنیاد الزام لگانے سے پرہیز کرینگے۔ لیکن اگر وہ اپنی عادت سے باز نہ آئے۔ تو بندہ بھی حاضر ہے۔ جو پھر زیادہ تفصیل سے کام لے گا۔ فی الحال تو اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

ہ آنریری اسپیشل مجسٹریٹ میونسپل کمشنر و سیکرٹری انجمن اصلاح المسلمین و ممتاز دارالیتامیٰ (سید) جالب دہلوی (ایڈیٹر روزنامہ اخبار ہمت لکھنؤ) (مولوی) محمد مستنصر اللہ (سرکاری ٹھیکہ دار و مالک فرم نور اللہ غضنفر اللہ آف آلہ آباد) مولانا مولوی) محمد صبغۃ اللہ انصاری (فرنگی محلی ایڈیٹر اخبار خادم المومنین لکھنؤ) ہم

۲ر جون کے جلسوں کے متعلق

یو۔پی کے مسلمانوں کے نام ایک ضروری خط

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج اس دورِ تغافل میں جبکہ دامان محمدی ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ چکا ہے۔ اور ہماری غفلتوں سے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدس کے روشن اور بصیرت افروز اجزاء نہ صرف دوسروں بلکہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو چکے ہیں ضرورت اور شدید ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس زندہ اور زندہ کن رسولؐ کی حیات بخش سیرت شریف کا بار بار ورد ہوتا رہے۔ اسی خیال سے سالگذشتہ یہ مبارک تحریک اٹھائی گئی تھی۔ کہ ایک مقرر تاریخ میں آذر کدۂ ہند کے ہر گوشہ میں ایسے مقدس محافل منعقد کئے جاویں جن میں نہ صرف اُمّیان خیر الرسلؐ کو بلکہ دوسرے برادران وطن کو بھی سنا دیا جائے۔ کہ ہمارا رسولؐ رحمۃ عالم اور عالمین کیلئے مجسم رحمت و عطوفت تھا الحمد للہ یہ تحریک سالگذشتہ بڑی حد تک کامیاب رہی لیکن ایک ایسی متبرک محافل میں جتنی عمومیت و ہمہ گیری ہونی چاہیئے تھی۔ وہ نہ ہو سکی۔ جس کی بڑی ذمہ داری حقیقتاً اس تحریک کے خدام کے سر ہے۔ اس لئے اب ہم چند غلامان آقائے مدینہ کی سعی ہے۔ کہ کم از کم ہمارے صوبہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا جہاں تک تعلق ہے یہ مبارک چرچے اور مقدس اذکار ہر تحصیل قصبہ اور گاؤں میں ہوں۔

لہذا اس عریضہ نیاز کے ذریعہ سے ہمارا مبارک فرض ہے۔ کہ جناب ایسے صاحب درد اسلامی اور باعظمت و اقتدار بزرگ سے تحریک مذکورہ بالا کی اہمیت پر توجہ دلاتے ہوئے کمال ادب مگر غیر معمولی اصرار کے ساتھ عرض کریں۔ کہ اپنے وسیع اثر سے کام لیکر اپنے اپنے مقام پر اس محفل مقدس کے انعقاد کا انتظام کر کے نہ صرف عند اللہ خود ماجور ہوں۔ بلکہ غیر مسلموں کو برکات رسولؐ سنا کر ایک حد تک فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوں ہندوستان کے دوسرے مقامات کی طرح ہم مسلمانان لکھنؤ نے یہ طے کیا ہے۔ کہ ۲ر جون ۱۹۲۹ء کو کسی عام مقام پر یہ مجلس مبارک ہو۔ جس میں غیر مسلمین کو بھی دعوت دیجائے۔ اور بیان کا انداز اعتقادی رنگ سے زیادہ تاریخی اور مبنی بر حقائق امور پر ہو۔ نیز ہم کو رحمت والے کی سیرت کو سنانا ہے۔ اس لئے انداز بیان مناظرانہ نہیں بلکہ محبتانہ اور دوستانہ ہو۔ اس لئے آپ سے بھی درخواست ہے۔ کہ اسی ۲ر جون ۱۹۲۹ء کو آپ بھی یہی مبارک فرض انجام دیں۔ اور اس طرح ہندوستان کے ہر گوشہ سے ایک ہی دن یہ آواز بلند ہو۔ کہ ہمارا رسول مجسمہ رحمت سرمایۂ تقدس اور مکمل ذریعہ نجات تھا"

ہم کو یقین ہے۔ کہ ہمارے یہ چند الفاظ انشاء اللہ ضرور موثر ہوں گے۔ اور آپ قریب ترین فرصت میں اس مقدس خدمت کے لئے انتظامات میں مصروف ہو جائیں گے۔ اور آپ کی مبارک سعی سے ۲ر جون ۱۹۲۹ء کو آپ کا وطن ایک بار پھر رسول اسلام کے ذکر سعود کے غلغلوں سے بیدار ہو جائیگا۔ امسال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ میں حسب ذیل مسائل پر تقریروں کا ہونا طے ہوا ہے۔

(۱) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مذاہب سے معاملہ بلحاظ تعلیم و تعامل۔

(۲) توحید باری تعالیٰ پر رسول کریمؐ کی تعلیم۔

امید ہے۔ کہ انہیں مضامین کے ماتحت ہر شہر۔ ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں آپ کی سیرت شریف پر مواعظ و تقریریں ہونگی۔ فقط۔

راقمان

(مولانا مولوی) محمد عنایت اللہ (فرنگی محلی صدر مدرس مدرسۂ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ)۔ (مولوی) محمد نسیم (ایڈووکیٹ لکھنؤ)۔ (خان بہادر نواب مولانا مولوی) سید مہدی حسن رضوی۔ (منشی) محمد احتشام علی (رئیس کاکوری، صدر مرکزی کمیٹی برائے جلسہ سیرۃ النبوی) (مرزا) عابد حسین (ایڈووکیٹ، سکرٹری شیعہ کانفرنس لکھنؤ) (خان بہادر) شیخ نصر اللہ (پنشنر ڈپٹی کلکٹر) ہم

(نوٹ۔ ضروری امور کے بارہ میں بکثرت مراسلات مرکزی کمیٹی سے رجسٹرڈ خطوط کے ذریعہ کریں۔ ورنہ ذمہ داری کمیٹی پر عائد نہ ہوگی)

(محمد عنایت اللہ فرنگی محلی صدر مرکزی کمیٹی برائے جلسہ سیرۃ النبوی لکھنؤ) (محمد نسیم ایڈووکیٹ لکھنؤ سکرٹری مرکزی کمیٹی برائے جلسہ سیرۃ النبوی لکھنؤ) (مولوی) محمد عتیق الرحمن احمدی مبلغ انجمن احمدیہ لکھنؤ (مولوی) محمد یعقوب طاہر احمدی (بی اے۔ بی ٹی۔ ایل ایل بی) مبلغ انجمن احمدیہ لکھنؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کا دنیا میں حشر

اور

اسلامی دنیا کا خونی منظر

نمبر (۲)

(۶)

اسلام کی قوت اور طاقت کا راز اعتصام بحبل اللہ میں تھا۔ یہ بنیادی اصل تھا۔ جب تک مسلمانوں نے اس اصل کو دنیا میں دستور العمل رکھا۔ اور وہ متحد فی العمل رہے۔ ان کی حکومت کا دائرہ وسیع ہوتا رہا اور کسی طاقت کو حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ کہ ان پر اپنا ہاتھ ڈال سکے۔ لیکن جب انہوں نے اس سبق کو بھلا دیا۔ اور ذاتی اغراض یا اختلاف رائے پر قومی اور ملی مفاد کو قربان کرنا شروع کیا۔ تو ان کی قوت میں ضعف اور ان کے شیرازہ نظام میں پراگندگی کے آثار شروع ہو گئے۔ چونکہ یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جب کوئی چیز اوپر سے گرتی ہے۔ تو نیچے کی طرف اس کی رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہوتا ہے مگر اترتے وقت اس قدر قوت و کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ خود بخود انسان لڑھکتا ہوا چلا آتا ہے۔

ترقی کے ایام میں کل اسلامی دنیا خلافت کیساتھ متحد تھی۔ اور ایک ہی مرکز تھا۔ باوجودیکہ مختلف ممالک میں اسلامی حکومتیں قائم تھیں۔ اور وہ اپنے اندرونی انتظام میں آزاد اور مختار تھیں۔ لیکن وہ مرکز خلافت سے وابستگی اپنا فرض اور دستور اساسی یقین کرتی تھیں حکومت و حکمرانی کے آئین کی بنیاد شریعت اسلامی پر رکھی گئی تھی۔ اس لئے کسی قسم کا اختلاف اور نزاع پیدا نہ ہوتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ حالات میں تبدیلی ہوئی۔ اور پہلی تبدیلی یہ تھی۔ کہ انہوں نے مرکز خلافت سے علیحدگی اختیار کی۔ باوجودیکہ وہ اپنے دائرۂ عمل میں آزاد تھے۔ مگر اسے غنیمت نہ سمجھ کر مزید آزادی کے لئے وہ راہ اختیار کی۔ جس کو میں خروج یا بغاوت کہتا ہوں۔ اور اس کا نتیجہ رفتہ رفتہ یہ ہوا۔ کہ

وہ حکومتیں مٹ گئیں اور کچھ جو باقی ہیں۔ تو

ان میں وہ قوت و طاقت باقی نہیں ہے۔

یہ داستان پاستان نہایت دردناک اور دل دوز ہے۔ اور تیرہ سو برس کی داستان ہے۔ ؎

بیان پُر درد ہے گذری ہوئی اگلی کہانی ہے

(۷)

میں نہیں چاہتا۔ کہ ناظرین کو ان کھنڈرات میں لے جاؤں۔ جہاں اسلامی عمارات بالکل گر چکی ہیں۔ بلکہ میں انہیں وہ مناظر دکھانا چاہتا ہوں۔ جہاں ابھی تک کچھ آثار باقی ہیں۔ ان آثار باقیہ میں ان مٹی ہوئی سلطنتوں اور کھوئی ہوئی حکومتوں کے اسباب کی کتاب انہیں کھلی نظر آئیگی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ اس کے ہر صفحہ پر نہایت جلی حروف میں اسباب و نتائج کی قلم نے لکھدیا ہے۔

لا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم

کے حکم کی نافرمانی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ہر طرف سے یہ آواز آتی ہے ؎

دیدۂ عبرت کشاد قدرت حق را ببیں
شامت اعمال شاں آورد ایامے چنیں

آؤ آنکھیں کھلی اور گوش شنوا اور قلب سلیم لے کر آثار باقیہ کو دیکھیں۔ اور اس عمارت کے پتھروں اور اینٹوں کی آوازیں سنیں اور سوچیں۔ کیا عجب کہ

اسلام کے اس شاندار مستقبل کو بنانے

کی ہم ہی توفیق پاسکیں۔

(۸)

سب سے پہلے ہم ٹرکی ہی کو دیکھتے ہیں۔ جو صدیوں تک مرکز خلافت بنا رہا۔ اور اب اسکی یہ حالت ہے۔ ؎

نہ نادر بجا ماند و نے نادری

خلافت کی حقیقت کیا تھی؟ ٹرکی کی خلافت خلافت حقہ راشدہ تھی یا نہیں۔ میں ان بحثوں میں نہیں پڑوں گا۔ مسلمان ایک زمانہ دراز تک سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے اور یقین کرتے رہے۔ اور اسی خلافت کو اسلام اور اسلامی حکومت کے لئے بمنزلہ جان اور ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے تھے۔ لیکن جب وہ اسلامی حقیقت اس میں مفقود ہونے لگی۔ اور قوت و استحکام حکومت کی روح جس کا میں شروع میں ذکر کر آیا ہوں (یعنے اعتصام بحبل اللہ) کمزور ہونی شروع ہوئی۔ تو وہ حکومت جو وسیع ہو رہی تھی سکڑنی شروع ہوئی۔ یکے بعد دیگرے اس کے حلقہ اثر و اقتدار سے حکومتیں اور علاقے نکلنے شروع ہوئے۔ اور دائرہ سلطنت تنگ ہونے لگا۔ اور وہ سلطان جس کا خطبہ روئے زمین پر پڑھا جاتا تھا آخر اس مقام تک پہنچ گیا۔ کہ

بتیس دانتوں میں زبان

کا مصداق ہو گیا۔ یہ حالت بیرونی اثرات کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ یہ حالت ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ تھی۔ بیرونی اثر اور غلبہ کو پیدا کرنے والی جو چیز تھی۔ وہ خود عمال و ارکان دولت کی حالت تھی۔ جنہوں نے عین میدان جنگ میں رشوتیں لینے سے مضائقہ نہ کیا۔ اور جنہوں نے قومی مصیبت اور ملی افکار میں بھی خیانت و بدعہدی کو نہ چھوڑ کر آخر خود اندرون ملک بلکہ عین دار الخلافہ میں سازشوں کا بازار گرم ہو گیا۔ اور قومی اتحاد جو حکومت کی روح ہے۔ وہ رفتہ رفتہ ضائع ہونے لگا۔ اور مختلف پارٹیاں قائم ہو کر ایک دوسرے کی ہلاکت اور تباہی کے کام کرنے لگی۔ قومی اخلاق مٹ گئے۔ اور اسلامی روح مردہ ہو گئی۔ سیاسی چالوں کا سمبال بچھ گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قوم و ملت کے بہترین افراد قتل ہو گئے۔ اور باقی جو رہے ان کے دماغ تعمیر قوم کی بجائے تخریب کے کام میں مصروف ہو گئے۔ اور بالآخر

شیرازہ قومی کے دھاگے (خلافت) کو

توڑ کر پھینک دیا گیا

اور سب سے بڑی مصیبت یہ پڑی۔ کہ انہوں نے خلیفہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو معزول ہی نہیں کیا۔ بلکہ
خلافت کو ہی تمام مصائب کا اصل قرار دیا۔
اور نعوذ باللہ اس عظیم الشان نعمت کو اپنے عمل سے لعنت کہا۔ میں کہہ چکا ہوں۔ کہ میں ٹرکی کے خلافت راشدہ حقہ ہونے پر بحث نہیں کروں گا۔ مگر یہ ایک حقیقت اور صداقت ہے۔ کہ

اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور قیام کا
ذریعہ یہی چیز ہے۔ جس کو خلافت کہا جاتا ہے
اسلام اور مسلمان اسی روح سے دنیا میں بڑھے۔ اور اسی کے ساتھ انقطاع کر کے انہوں نے اپنے لئے مصائب کا دروازہ کھول لیا۔ اور جب اسلام ترقی کرے گا۔ تو

اسی روح کے ساتھ
یہی چیز شیرازہ قومی کو مضبوط رکھ سکتی تھی مگر ترکوں نے اسے توڑ ڈالا۔ بظاہر انہوں نے اسے ترقی کا زینہ قرار دیا ہے اور اب تک وہ یہی سمجھتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا حالات میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع ہو گئی ہے؟ میں مانتا ہوں۔ کہ بظاہر

ٹرکی یورپین اثر سے آزاد ہو گیا ہے
لیکن اس نے یورپین تمدن و معاشرت کی اس رو کو اختیار کر لیا جو اسے کسی بہتری کی طرف نہیں بلکہ ابتری کی طرف لے جانے کی دھمکی دے رہی ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ اخبارات کے بیانات پر نہیں۔ جس کو ہندوستان کا اسلامی پریس ہمیشہ روٹر کی دروغ بافی اور پراپیگنڈا کہکر خوش ہو جاتا ہے۔ میں وہ کچھ بیان کروں گا۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور آنکھ کھول کر دیکھا ہے۔ اگر کچھ مجھے انگورہ جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ میں قسطنطنیہ اور ازمیر (سمرنا) گیا ہوں۔ قسطنطنیہ کا میں نے اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اور سمرنا میں صرف چند گھنٹے ہی گذار سکا ہوں۔ لیکن میں نے اپنے قیام قسطنطنیہ میں ٹرکی کی حالت کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ میں یقین سٹیٹ میں سے آستہ ہونے ٹرکی کی حالت کا مطالعہ

کر رہا تھا۔ اور میں نے کوشش کی۔ کہ

میں صحیح حالات کو سمجھ سکوں

(۹)

ٹرکی کے اس خلافت سے آزاد ہونے کے بعد پہلی مصیبت جو پیش آئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ہندوستان اور ٹرکی کے مسلمانوں کے درمیان جو رشتہ محبت و اخوت قائم تھا۔ وہ ٹوٹ گیا۔ چند اخبار نویس لاکھ اپنی زبان سے کہیں۔ کہ ان کی وہی ہمدردی اور اخلاص ٹرکی سے ہے جو پہلے تھا۔ مگر میں اسے ایک ایسی حقیقت کہوں گا۔ جو زبان قلم اور قلم زبان سے آگے نہیں جاتی۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے کمال پاشا کو جب عزل خلافت سے باز رکھنا چاہا۔ اور اس نے ان کی خواہش کو ٹھکرا دیا۔ اسی وقت وہ شیشۂ دل جو محبت و اخوت کے جذبات سے لبریز تھا۔ چکنا چور ہو چکا تھا۔ اور اب اس متاع کی تلاش فضول ہے۔

دوسرا اثر یہ ہوا۔ کہ ٹرکی کے قابل اور ہونہار نوجوان یا بڈھے جن سے حکومت فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ وہ اختلاف رائے کا شکار کر دیئے گئے۔ اور

عدالت استقلال کے قیام نے عدالت
کا خاتمہ کر دیا۔

میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ جب کوئی سردار قوم کسی ایک سازش کے اثر کو قبول کرتی ہے۔ تو اس میں سازشوں کا بیج بویا جاتا ہے۔ لیکن یہ صحیح تدبیر اور سیاست نہیں۔ کہ سازش کے خوف سے جن لوگوں کے متعلق یہ شبہ ضعیف سا بھی پایا جاوے۔ انہیں پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جاوے۔ اور اپنے خیال میں ملک کو غداروں کے وجود سے پاک کر دیا جاوے یہ دراصل اس قسم کے جرائم کے شوق کو بڑھانے والی چیز ہے۔

ٹرکی عدالت استقلال نے ملک کے قابل اور ہونہار نوجوانوں کو جو کسی قدر اصلاح اور تالیف قلب سے ملک اور قوم کے لئے مفید ہو سکتے تھے۔ تختہ پر کے کے ملک میں اچھے خیالات پیدا

نہیں کئے۔ اور ایک قسم کی عام بے چینی پائی جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو۔ کہ وہ لوگ جن کو عدالت استقلال نے قابل دار سمجھا اور گولی سے اڑا دیا۔ فی الحقیقت غدار اور دشمنان ملک تھے تو میں کہوں گا۔ جب کمال پاشا اور اس کی پارٹی سلطان ٹرکی کے خلاف منصوبے کر رہے تھے۔ اور اس کو معزول کر کے حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے کیا یہ وہی سازش نہ تھی۔ جس کو آج دوسروں کے لئے جرم قرار دیا جاتا ہے۔ کہا جائیگا۔ کہ وہ ملک اور قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے تھی۔ تو کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ عدالت استقلال کے مقتول بھی اسی جذبہ سے کام کر رہے ہوں۔ بشرطیکہ انہوں نے ایسا قدم اٹھایا ہو۔

بات ایک ہی ہے۔ مگر اس کے نتائج جدا ہیں"

مجھ کو نہ تو ان سازشوں کے اسباب بیان کرنے ہیں۔ اور نہ اس میں کسی ایک یا دوسرے گروہ کی تائید یا تردید بلکہ مجھے یہ دکھانا ہے۔ کہ

اس وقت حالت کیا ہے!

واقعہ یہ ہے۔ کہ ٹرکی کی اندرونی حالت پہلے سے زیادہ سازشوں کا مرکز اور خطرات سے گھری ہوئی ہے۔ اور باہم اعتماد اور حسن ظن مفقود ہو رہا ہے

(باقی آئندہ) (عرفانی)

معذرت

پچھلا پرچہ فاروق کا نہایت خراب چھپا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ فاروق ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپتا ہے۔ اب اس مشین کے لئے انجن لگایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے پہلے ملازمین میں کچھ ردّو بدل کرنا پڑا۔ اور جو نیا پریس مین کاپیاں جمانے والا رکھا گیا ہے۔ وہ کام سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔ اس نے کاپیاں جمانے میں خراب کر دیں۔ پھر انجن سے چھاپنے میں وہ بالکل خراب ہو گئیں۔ یہ ایسی مجبوری تھی۔ جو خاکسار ایڈیٹر فاروق کے اختیار سے باہر تھی۔ آئندہ کے لئے مینجر صاحب مطبع کی طرف سے اطمینان دلایا گیا ہے۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک احمدی ڈاکٹر اور آریہ پنڈت کا علمی مکالمہ

مندرجہ ذیل مکالمہ حال ہی میں ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب احمدی آف موگا کا آریہ سماج کے مشہور فاضل سنسکرت اور ماہر وید پنڈت آریہ منی سے بمقام موگا دو دن ہوا۔ جس کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہماری درخواست پر خود مرتب کر کے ہم کو دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جس عمدگی سے اسلام کی صداقت اور جس شائستگی سے ویدک دھرم یا دیانندی مت کی بطالت ثابت کی ہے۔ وہ لائق تحسین ہے۔ افسوس آریہ پنڈت نے ویدک دھرم کے متعلق سوالات و اعتراضات کرنیکا بصد اصرار نہایت ہی کم موقعہ ڈاکٹر صاحب کو دیا جس سے آریہ پنڈت نے اپنے مت کی کمزوری کا بزبان حال اقرار کر لیا۔ حالانکہ یہ مکالمہ کوئی عام جلسہ میں نہ تھا۔ بلکہ پرائیویٹ ملاقات میں ایک آریہ صاحب کے مکان پر ہی ہوا۔ جہاں بجز ڈاکٹر صاحب موصوف کے دوسرا کوئی مسلمان نہ تھا۔ سب آریہ ہی آریہ تھے یا سکھ شائد ان کی وجہ سے ہی آریہ پنڈت نے اپنے علمی اور مذہبی پردہ پوشی کے لئے ویدک دھرم پر اعتراض و سوال کرنے کا موقعہ دینے سے جی چرایا۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ چونکہ یہ مکالمہ ایک علمی اور دلچسپ مکالمہ ہے۔ اس لئے ہم ناظرین کی خاطر باقساط فاروق میں شائع کر دینگے۔ اور آریہ سماج سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کو اس مکالمہ کے کسی پیشکردہ سوال و جواب سے انکار ہو یا اس کو ڈاکٹر صاحب نے بدل دیا ہو۔ تو وہ اطلاع دینے پر درست کر دیا جائیگا۔ بشرطیکہ اس کا تبدیل ہونا ثابت کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہم آریہ دوستوں کو حق زائد دیتے ہیں۔ کہ اگر اپنے پنڈت آریہ منی کے کسی جواب کو وہ کمزور یا ناقص سمجھتے ہوں۔ اور ان کے پاس ڈاکٹر صاحب کے کسی اعتراض کا آریہ منی کے جواب سے بہتر جواب ہو۔ تو وہ بیشک لکھ کر شائع کر دیں۔ یا ہمیں بھیجدیں۔ ہم ان کی طرف سے آریہ پنڈت کے جواب کے مقابلہ میں ان کا پیش کردہ جواب بھی نقل کر کے پھر اس پر اپنا جواب الجواب بھی اگر ضرورت ہوئی تو پیش کر دینگے۔ اور وہ مکالمہ یہ ہے (ایڈیٹر)

تقریب مکالمہ

یوں ہے۔ کہ میں کیپٹن ڈاکٹر گوکل چند صاحب سے جنہوں نے اپنا ایک شفاخانہ کھولا ہوا ہے ضرورتاً ملنے گیا۔ وہاں آریہ سماج کے مشہور و معروف ودوان جن کو سوامی دیانند کے بعد ویدک دھرم کا ایک جید عالم مانا جاتا ہے۔ اور حال ہی میں ان کو گورنمنٹ کی طرف سے مہامہوپادھیائے کا امتیازی عالمانہ خطاب بھی ملا ہے تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے پنڈت جی سے میرا تعارف بالفاظ ذیل کرایا۔ "یہ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب احمدی ہیں مذہبی جلسوں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ بلکہ کچھ مذہبی واقفیت بھی رکھتے ہیں"۔ اس پر پنڈت آریہ منی۔ جی فرمانے لگے۔ کہ میں ان سے کچھ مذہبی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ پنڈت جی آپ ویدک دھرم کے ایک خاص مسلمہ عالم ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ مجھے آپ وقت دیں۔ کہ میں اس زرین موقعہ سے فائدہ اٹھاؤں۔ اور آپ کے ذریعہ سے ویدک دھرم کی صحیح تعلیم سے واقف ہو جاؤں۔ تاکہ اگر میں اپنے مطالعہ یا سنی سنائی باتوں سے کسی ویدک اصول کو غلط سمجھ چکا ہوں۔ تو اس کی اصلاح آپ کے ذریعہ سے ہو جائے۔ امید ہے۔ کہ آپ میری اس درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ افسوس کہ پنڈت جی نے میری یہ معقول درخواست نہ قبول فرمائی۔ اور فرمانے لگے۔ کہ نہیں میں ہی آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ مجبوراً میں نے منظور کر لیا۔ وہاں چند اور بھی معززین آگئے اور سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ پنڈت جی کا سوال آریہ کے نام سے اور میں اپنا جواب احمدی کے ٹائیٹل سے لکھتا ہوں۔

آریہ:۔ آپ کے مذہب میں نجات یا مکتی کی کیا تعریف و حقیقت ہے؟

احمدی:۔ اسلام نے نجات کے لئے لفظ فلاح رکھا ہے۔ جس کے معنے کامیاب ہو جانے کے ہیں۔ انسانی زندگی کا فرض عبادت کرنا اور اس کا نتیجہ رضاء الٰہی کا حاصل ہونا بیان فرمایا ہے۔ پس فلاح سے مراد خدا کو پالینا اس کی رضاء حاصل کر کے مقرب بنتے جانا ہے۔ اور یہ نجات اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے۔

آریہ:۔ کیا اس مکتی کی کوئی میعاد ہے؟

احمدی:۔ یہ مکتی ابدی ہے۔ کبھی چھینی نہیں جائیگی بلکہ روح دن بدن اس راستے میں ترقی حاصل کرتی رہیگی۔

آریہ:۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ ایک طرف تو آپ روح کو محدود مانتے ہیں۔ دوسری طرف اسے ابدی قرار دیتے ہیں۔ محدود روح ابد تک کیسے رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ ایک کنارے کا دریا نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو چیز ازلی نہیں۔ وہ ابدی کیسے۔ پس بنا بریں اصول جب روح ابدی نہ رہی۔ تو نجات بھی ابدی نہ رہی۔ نجات کا ابدی ماننا غلط ہوا۔

احمدی:۔ پنڈت جی محدود چیز کا ابدی نہ ہونا۔ آپ نے خوب فرمایا۔ سنئے اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ مہرشی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں روح کو محدود لکھا ہے۔ اور پھر ابدی لکھا۔ جب آپ خود محدود چیز کو ابدی مانتے ہیں۔ تو ہمارے ماننے پر کیوں اعتراض ہو سکتا ہے۔

جواب دوم۔ ہم یہ نہیں مانتے۔ کہ روح اپنے ذات اور صفات کے تقاضا سے ابد تک رہ سکتی ہے۔ بلکہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ جس خدا نے روح کو پیدا کیا ہے۔ وہ اس کو اپنی مرضی سے ابد تک قائم رکھے گا۔ اور یہ خالق کی قدرت سے باہر نہیں کیونکہ روح کو ابد تک قائم رکھنے سے بھی پیدا کرنا بہت بڑا فعل ہے۔ جب وہ اس پر قادر ہے۔ تو روح کو ابد تک بھی رکھ سکتا ہے۔ اس سے توحید اسلامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی قائم رہتی ہے۔ پس اس رنگ میں ہم نجات کو ابدی مانتے ہیں۔

آریہ:۔ کیا آپ کے مذہب کی رُو سے تمام لوگ نجات پا جائیں گے؟

احمدی:۔ جی ہاں ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمام لوگ نجات پا جائیں گے۔

آریہ:۔ کیا گنہگار لوگ بھی نجات پا جائیں گے؟

احمدی۔ میں نے پہلے اسی لئے یہ الفاظ کہے تھے کہ ایک وقت آئیگا۔ جبکہ تمام لوگ نجات پا جائینگے کیونکہ میں آپ کے ایسے اعتراض کو پہلے ہی بھانپ رہا تھا۔ گنہگار بھی نجات پا جائیں گے۔ لیکن پہلے ان کو علاج کرنے کے لئے ایک ہسپتال میں رکھا جائیگا۔ جس کا نام دوزخ ہے۔ وہاں انکی روحانی امراض جن کو گناہ کہتے ہیں کے مطابق سزا دیں جو کہ ڈاکٹر کی ادویہ اور جراحی سے تعبیر کی جا سکتی ہیں۔ دی جائیں گی۔ پھر شفایابی کے بعد وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اسی لئے قرآن کریم نے دوزخ کو وقتی اور جنت کو انعام غیر منقطع فرمایا ہے

(اس کے بعد درمیان میں ڈاکٹر گوکل چند صاحب نے فرمایا)

ڈاکٹر صاحب:۔ کہ ہسپتال میں تو کئی مریض مر بھی جاتے ہیں؟

نوٹ: (ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ گویا بہت سے لوگ دوزخ میں ہی مرکھپ جائیں گے۔ یا ایسے ہو جائینگے جو ناقابلِ علاج ہوں۔ تو وہ شفا نہ پا سکیں گے۔ لہذا جنت میں نہ داخل ہو سکیں گے۔ اس لئے سب کا نجات پانا ناممکن ہوا)

احمدی:۔ میں نے عرض کیا کہ ہسپتال میں مریضوں کے مر جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ڈاکٹر علاج کرتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات موت کے علامات پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو ایک زبردست ہستی ہو کہ ڈاکٹر سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ اس مریض کو موت کا جام چکھا دیتی ہے۔ جس کا مقابلہ ڈاکٹر نہیں کر سکتا اور مریض مر جاتا ہے۔ لیکن دوزخیوں کا علاج تو وہ کامل ڈاکٹر کریگا جس سے بڑھ کر کوئی طاقتور ہستی نہیں۔ وہاں یہ نہیں ہوگا۔ کہ خدا تو اُسے تندرست کرنا چاہے۔ اور اُس سے بالاتر کوئی ہستی اُسے زبردستی چھین کر مار دے۔ پس دوزخ میں نہ تو کوئی مریگا۔ اور نہ ہی لاعلاج ہو جائیگا۔ کیونکہ ان کا معالج خود خدا ہوگا۔ پس علاج سے شفا پانے کے بعد وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اس طرح مذہب اسلام میں تمام کی نجات ہو جاتی ہے۔ اس پر اعتراض فرمائیے۔

اس جواب پر ڈاکٹر صاحب تو مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اور کوئی اعتراض نہ کیا۔

پھر میں نے پنڈت جی کو مخاطب کیا۔ کہ اب آپ کوئی اور سوال فرمائیے۔ یہ اسلامی نجات ہے۔

آریہ:۔ اب تو میں سندھ کو جاؤں گا۔ وقت کافی ہو گیا ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب اور میں نے بھی عرض کیا۔ کہ ابھی سندھ جانے کو وقت کافی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ لیکن آپ تشریف لے گئے۔ اور مزید گفتگو کے لئے دوسرے دن صبح آٹھ بجے کا وقت مقرر ہوا۔

(باقی آئندہ)

ہجرت مدینہ کے بعد کے واقعات

(۲)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی اذیتوں اور تکلیفوں سے تنگ آکر بمشیت ایزدی اپنے پیارے اور عزیز وطن کو خیرباد کہکر حضرت ابوبکرؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ کے ہمراہ مدینہ میں صحیح وسلامت پہنچ چکے ہیں۔ مگر کفار ہیں۔ کہ اس پر بھی بس نہیں کرتے۔ حضرت کے مدینہ صحیح وسلامت پہنچ جانے پر ان میں بغض اور کینے۔ حسد اور عداوت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھتی ہے۔ اور اب وہ پہلے سے بھی زیادہ اہتمام اور سرگرمی کے ساتھ آپ کی مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ ظالم اور سفاک ابوجہل (جس کمبخت کا شغل ہی آنحضرتؐ کی مخالفت تھا) نے عرب میں منادی کرا دی ہے کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے سر کو میرے پاس لائے گا۔ اس کی نہایت ہی غایت درجہ کی خاطر و مدارات کی جائیگی۔ اور سو اونٹ بطور انعام بھی دیا جائیگا۔ مفلس اور نادار عرب جن کا پیشہ ہی رہزنی تھا۔ ڈاکہ مارنا اور خون کرنا تھا۔ اس گراں قدر انعام کے سنتے ہی ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور دن رات آپ کی تلاش میں ایک کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ قادر و توانا ہستی جس کو اپنے پیارے رسول کی کامیابی اور اس کے معاندین کی ناکامی منظور تھی۔ انکی ایک بھی پیش نہیں چلنے دیتا۔ اور ان کو سارے منصوبوں میں ناکام اور نامراد کر دیتا ہے۔

دوران سفر میں دو شخص سراقہ بن مالک اور ابو بریدہ اسلمی آپ سے ملاقی ہوتے ہیں۔ مگر آپؐ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

سراقہ بن مالک ایک نہایت ہی جری دلیر اور من چلا جوان تھا۔ آپؐ کو دیکھتے ہی گھوڑا آپؐ کے پیچھے دوڑاتا آیا۔ ابوبکر رضی اللہ ایسے خطرناک شخص کو ایسے حالات میں آتے دیکھکر گھبرا اُٹھتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں۔ کہ سراقہ آپہنچا۔ اب خیر نہیں۔ مگر وہ توکل کا مجسمہ جس کو اپنے خدا پر کامل توکل اور پورا بھروسہ تھا۔ فرماتا ہے۔ ابوبکرؓ گھبراتے کیوں ہو۔ ہمارا خدا حافظ ہے۔

خدا کی قدرت۔ سراقہ قریب پہنچتا ہے۔ اچانک اس کا گھوڑا الف ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس پر سے چت گر پڑتا ہے۔ جونہی یہ حادثہ ہوتا ہے۔ اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اس پر ایک ایسا رعب اور خوف طاری ہو جاتا ہے۔ کہ اُسے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں ؎

قسمت کو دیکھنا کہ کہاں ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

حضورؐ کی خدمت اقدس میں آکر معافی طلب کرتا ہے۔ رحم کے مجسمہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دریا دلی اور کشادہ قلبی سے اس کا قصور معاف کر دیتے ہیں۔ مگر اُسے باور نہیں آتا۔ کہ میرا اتنا سنگین جرم کس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح معاف کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے حضور سے معافی کی سند کا خواہاں ہوتا ہے۔

ابوبکر آپ کے ارشاد کے ماتحت ایک ہڈی پر سند معافی لکھ دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہکر چل دیتا ہے۔ کہ میں آپ کی اطلاع کسی کو نہیں دوں گا۔ اور اگر کوئی اور بھی تعاقب میں مجھے ملا۔ تو میں اس کو واپس کر دونگا +

اس کے دل پر حضرت سرور کائنات صلعم کے اس حسن اخلاق کا ایسا گہرا اثر پڑتا ہے۔ کہ گو اس وقت تو وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر فتح مکہ کے بعد بمعہ قبیلہ اسلام لانے کے لئے دربار سروری میں حاضر ہو جاتا ہے۔ ابو بریدہ اسلمی ستر آدمیوں کے ہمراہ عین اسوقت جبکہ آپ مدینہ کے نواح میں پہنچ چکے تھے۔ حضورؐ سے ملا۔ حضورؐ نے اس کو آتا دیکھکر سبقت کر کے نہایت نرمی اور ملائمت سے اس کا نام اور اس کے آنے کی غرض پوچھی۔ ابو بریدہ کے دل پر آپؐ کے اس محبت بھرے کلام کا اس قدر گہرا اثر ہوا۔ کہ اس کے دل سے بغض اور کینہ کی بجائے ایمان اور اخلاص کا نور جوش مارنے لگا۔ اور اسی وقت کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کے نعرے لگاتا ہوا جماعت مسلمین میں شامل ہو گیا +

اہل مدینہ جو حضورؐ کی تشریف آوری سنکر پھولے نہیں سماتے تھے۔ ہر روز کوٹھوں پر چڑھ کر آپ کی راہ تکتے تھے۔ آپؐ کے آنے کی خبر سنتے ہی سب زن و مرد چھوٹے بڑے آپؐ کے استقبال کی خاطر خوشی خوشی آپؐ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشن و منور کرنے کے لئے قبا تک پہنچ گئے۔ مگر اہل قباء کی درخواست پر آپنے چند روز وہیں قیام فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ جس میں حضورؐ نے خود اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھا اٹھا کر دیئے +

دو ہفتہ کے قیام کے بعد حضورؐ نے جب دیکھا کہ ارادتمند اہل مدینہ کے اشتیاق اور محبت کی کوئی حد ہی نہیں رہی۔ تو جمعے کے دن بخیر و عافیت مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ مدینہ کی راہ لی۔ اب اہل مدینہ کی سنئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی۔ کہ حضور میرے گھر میں اتریں۔ مگر حضورؐ نے کسی کی دل شکنی کو گوارا نہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ جہاں میری اونٹنی بیٹھ جائیگی۔ وہی میری قیام گاہ ہو گی۔ اس خبر کا سننا تھا۔ کہ سب دعائیں کرنے لگے۔ اور تمام کی آنکھیں اونٹنی کی طرف لگ گئیں۔ کہ دیکھئے۔ یہ سعادت کس سعادتمند کے حصے میں آتی ہے۔ حسن اتفاق سے اونٹنی ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اور حضورؐ نے اسی کے مکان پر قیام کرنا پسند فرمایا + صلی اللہ علیہ وسلم

(عبدالمالک متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

"زمیندار" کی روپہلی گھٹا کی بوندیں

دنیا کے کسی کونہ میں کسی مسلمان کہلانے والے پر اگر کچھ مصیبت آجائے۔ یا آفت نازل ہو جائے تو اخبار "زمیندار" سے تعلق رکھنے والوں کی عید ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے انہیں چندہ کے نام پر نیا کاسۂ گدائی بھرنے کا ایک موقعہ میسر آ جاتا ہے۔ وہ یہ ظاہر کر کے کہ یہ مصیبت ملت اسلامیہ اور دین حنیف کے لئے نہایت ہی مضرت رساں بلکہ تباہ کن ہے۔ لوگوں کے جذبات مشتعل کرتے اور پھر امداد کے پردہ میں ان سے روپیہ بٹور کر اپنی مٹھی گرم کر لیتے ہیں۔

اسی طرح شاہ امان اللہ خاں کا تخت کابل سے عزل بھی بظاہر اگرچہ ان کے لئے نہایت ہی روح فرسا سانحہ اور دلدوز واقعہ ہے لیکن حقیقتاً یہ بھی اپنی دوکان چمکانے کے لئے ایک زرین موقعہ انہیں ہاتھ آگیا ہے۔ ادھر افغانستان میں شورش پیدا ہوئی اور جھٹ "زمیندار امان اللہ فنڈ" کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اور باوجود اس کے کہ عامۃ المسلمین نے اسے ناپسند کیا۔ حتیٰ کہ خلافت کمیٹی نے بھی چندوں کی غبن کے سنگین الزامات کو اپنی سیاہ پیشانی سے دھل جانے کی امید پر اس سے بریت کا اعلان کر دیا۔ اور جنرل نادر خان جیسے شخص کے جو بقول زمیندار افغانستان کے متعلق سب سے بڑا مبصر اور سب سے زیادہ حالات افغانستان کے متعلق علم رکھنے والا ہے اسکو ایک غیر مفید کام قرار دیتے ہوئے بند کر دینے کا مشورہ دینے کے باوجود اسے جاری رکھا۔ اور اسے کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کے ناجائز و جائز وسائل و ذرائع کو استعمال کر رکھا ہے۔ لوگوں میں ترغیب و تحریص کے لئے کئی قسم کی جعلسازیاں کی جا رہی ہیں۔ جھوٹی رپورٹیں شائع ہو رہی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ہی رپورٹ کو دو بار درج کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ "زمیندار" میں ان لوگوں کے خطوط شائع کئے جاتے ہیں۔ جو اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ ارسال کریں۔ لیکن ان خطوط کو شائع کرنے میں کہاں تک دیانتداری سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف ۲۵ اپریل کے پرچہ میں چندہ ارسال کرنے والوں کی ذیل میں چھ خطوط ایسے لوگوں کے درج کر دیئے گئے ہیں۔ جنہوں نے صرف رسید بکیں ہی طلب کی ہیں۔ اور اس سے منشاء یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھ کر کہ دھڑا دھڑ روپیہ اس فنڈ میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس طرف رغبت کریں۔ لیکن بقول معزز معاصر "سیاست" (۳ مارچ ۲۹ء)

"جس کے دفتر میں رشتہ داروں کی کنواری بیٹیوں کو حمل ہو جاتے ہوں۔ اور ان کے بچے گرائے جاتے ہوں۔ اور جس کے آدمیوں نے ہیرا منڈی میں قحبہ خانوں کی سرپرستی کا اجارہ لے رکھا ہو۔ اس کو کوئی اہل دانش چندہ دیگا نہیں"

اس واسطے باوجود ہزار بے ایمانیوں اور جعلسازیوں کے اس فنڈ میں "زمیندار" کو جو کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ کئی ماہ کی مسلسل تگ و دو اور پروپیگنڈا کے بعد ۱۶ مارچ تک "زمیندار امان اللہ فنڈ" کی اٹھتی ہوئی روپہلی گھٹا کی پہلی بوند" جو زمیندار کے خشک حلق میں ٹپکی۔ وہ صرف ۳-۱۱-۱۲۵۱ کی تھی۔ اس کے بعد ہزار چیخ و پکار اور دوڑ دھوپ کے باوجود اس "روپہلی گھٹا" کی کوئی بوند بھی زمیندار کے حلق میں جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدت سے اس کے انتظار میں منہ کھولے آسمان کیطرف دیکھ رہا ہے۔ نہیں گری۔ اور اس بوند یا اسکے ٹپکانے والوں کی سنگدلی یا معاملہ فہمی کو دیکھتے ہوئے خیال ہوتا ہے۔ کہ آئندہ بھی کسی بوند کی امید نہیں کیجا سکتی۔ اور زمیندار کا نخلِ امید جس کی سرسبزی و شادابی انہیں بوندوں اور قطروں کی مرہون منت تھی مرجھا کر رہ جائیگا۔ اور زمیندار کا سئہ گدائی ہاتھ میں لیکر سخت جدوجہد کرنے کے باوجود تہی دامن ہی رہیگا۔

۱۶ مارچ کے پرچہ میں زمیندار نے لوگوں میں چندہ کا شوق پیدا کرنے اور مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے "تبصرہ کے قلم سے" لکھا تھا۔ کہ:۔

"اگر امان اللہ خان کی فوج پچاس ہزار ہو۔ اور اس کے پاس سات آٹھ ہزار گھوڑے بھی ہوں۔ تو ان کا روزانہ خرچ خوراک بوجہ قحط سالی پچاس ہزار روزانہ ہوگا۔ تنخواہ کو چھوڑ کر پچاس ہزار روپیہ روزانہ کہاں سے آئے گا؟ اور کبتک آئیگا۔ پچاس ہزار روزانہ نہیں دے سکتے۔ تو کیا ہندوستان کے مسلمان امان اللہ خاں کے سپاہیوں کو فی کس دس روپیہ کے کارتوس بھی خرید کر نہیں دے سکتے"؟

ان سطور میں "زمیندار" نے صاف الفاظ میں شاہ امان اللہ خاں کی بیچارگی اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اقرار کیا ہے۔ کہ اگر سپاہی تنخواہ بالکل نہ لیں۔ تو صرف خرچ خوراک وغیرہ پر کم از کم ایک روپیہ فی کس خرچ آئیگا۔ مگر اس قدر مصارف برداشت کرنیکی طاقت شاہ امان اللہ خاں میں اصلا نہیں لیکن کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ یہی اخبار (۲۵ اپریل) کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"گویا بچہ سقہ اور اس کے اعیان و انصار پر تین جانب سے حملہ کیا جائیگا۔ اور یہ یقینی ہے۔ کہ کہ اسے ان جرار فوجوں سے مقابلہ کرنیکی تاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ صرف اعلیحضرت کے ہمرکاب جو مجاہدین ہیں۔ ان کی تعداد ایک لاکھ کے قریب بتلائی جاتی ہے"

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ امان اللہ خاں کے پاس جو صرف چند یوم پہلے پچاس ہزار سپاہیوں کے اخراجات برداشت کرنیکی استطاعت بھی نہیں رکھتا تھا۔ اس قدر روپیہ کہاں سے آگیا۔ کہ وہ ایک لاکھ فوج کو اتنے عرصہ سے خرچ دے رہا ہے۔ کیونکہ باقرار اخبارات و زمیندار امان اللہ خاں کئے دن ہو چکے ہیں۔ کہ قندھار سے بعزم کابل روانہ ہوا تھا۔ اگر بقول زمیندار اس کے پاس ایک لاکھ فوج ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ یومیہ خرچ کرتا ہے۔ لیکن کچھ سمجھ نہیں آتا۔ کہ شاہ امان اللہ خاں کے قبضہ میں اس قدر خزانہ کہاں سے آگیا۔

یہ امر اور بھی باعث استعجاب ہو جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جائے۔ کہ زمیندار کی "روپہلی گھٹا" بھی "ایک بوند" برسا کر ہی کھل گئی۔ اور اس طرح وہ خرچ بھی پورا نہ کر سکی۔ جو زمیندار کے آقایان نے اس فنڈ کو کامیاب بنانیکے پردہ میں مختلف مقامات کی سیر و تفریح اور گلچھرے اڑانے میں صرف کر دیا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ زمیندار کو دیانت و راستبازی سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ جو ذریعہ اس کے نزدیک لوگوں میں ہیجان پیدا کر کے جلب زر میں ممد ہو سکتا ہے۔ اسے ہی یہ اختیار کر لیتا ہے۔ اسے اس سے سروکار نہیں۔ کہ کل کیا لکھا تھا۔ اور آج کیا بک رہا ہے۔ مقصود تو لوگوں کو تحریص دلانا ہے۔ جس طرح بھی وہ پورا ہو۔ وہی طریقہ اختیار کر لیا جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جتنے تناقضات زمیندار کی تحریرات میں ہوتے ہیں۔ وہ شاید کسی مخبوط الحواس انسان کے کلام میں بھی نہ مل سکیں۔ (عکاس)

عذر مجبوری

لاہور اور امرتسر جگہ اخبار کا کاغذ تلاش کیا گیا مگر ابھی تک کاغذ دکانوں پر نہیں پہنچا۔ عنقریب آنے والا بتایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ پرچہ بڑی مشکل سے

دعوت مباہلہ اور ہم

نمبر (۱)

(از)

کلاب الحی قد نبحوا علینا
ولا یدرون حقد اما الطفاف

شیطان اپنی ذریت کے ساتھ ہمیشہ صداقت و حقانیت سے برسرپیکار رہا۔ اور مختلف طریقوں سے نسل آدم کو ہلاک اور برباد اور راندۂ درگاہ ایزدی بناتا رہا ہے۔ آخری زمانہ میں الٰہی نوشتوں کیمطابق شیطان اور صداقت کا آخری جنگ ہونے والا تھا جس کے بعد اس کا سر کچلا جائیگا۔ اور وہ پھر کبھی آدم زادوں کو نہ ڈس سکے گا۔ یہ جنگ نہایت خطرناک جنگ ہے۔ جس میں باطل اپنی پوری طاقت سے مقابلہ پر آئیگا۔ اور حق کے مٹانے کے لئے ہر حربہ سے کام لے گا۔ وہ طاقت کا رعب اور جلال کا دبدبہ پیش کرے گا۔ اور پھر وساوس سے قلوب کو زہر آلود کریگا۔ مگر فتح حق کو ہی حاصل ہوگی اور باطل مٹ جائیگا۔

حالات موجودہ پر غور کرنے سے عقلمند انسان فوراً سمجھ جائیگا۔ کہ وہ آخری زمانہ یہی نیچ اعوج اور کلجگ کا زمانہ تھا۔ جبکہ شرور و فتن اپنے کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ اور طاغوتی طاقتیں اپنے پورے عروج پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد و مدعا یہی ہے۔ کہ اپنے انفاس قدسیہ اور پاکیزہ جاذبیت سے قلوب کا تزکیہ کیا جائے۔ اور شیطان کے آخری حملہ کا پورا مقابلہ ہو۔ حضورؑ نے اپنی زندگی میں پاکبازوں کی ایک جماعت تیار کی۔ جس کے ذمہ یہ عظیم الشان بوجھ رکھا گیا۔ خداوند تعالیٰ کی اس مقدس جماعت نے اس ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھا۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ باطل نے کھلم کھلا شکست کھانے کے بعد منافقت کے بیج کو ترقی دی۔ اور اس ذریعہ سے جانب کیا جا رہا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ سے تعلق کا ادعا

(باقی آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے والے تین شخصوں (باپ اور دو بیٹوں) کو اس کے لئے آلہ کار بنایا گیا۔ اور انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کے خلاف "دعوت مباہلہ" کا ڈھونگ رچایا۔ اور بے وقوفوں کو یہ بتا کر کہ یوسف ثانی پر ہیں چند "شکوک و شبہات" ہیں۔ "مباہلہ کی دعوت" کو ایک وزنی چیز قرار دیا۔ اس قسم کے الزامات کو وہی لوگ فوراً قبول کرتے ہیں۔ جن کے اپنے حالات ناگفتہ بہ ہوتے ہیں۔ فلسفہ کا اصل ہے۔ کہ جس چیز میں خارجی اثرات کو قبول کرنے کے لئے میل طبعی نہ ہو۔ وہ ان سے متاثر نہیں ہو سکتی۔ خود باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیراً وقالوا ھذا افک مبین (نور ع) کہ اس قسم کے گندے الزامات کو سنتے ہی مومن مردوں اور عورتوں کو اپنے متعلق بہتر خیال کرنا چاہیئے۔ اور اس الزام کو محض تہمت قرار دینا چاہیئے۔ مومن خود پاک ہوتا ہے۔ اس لئے وہ مومنوں کو اسی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور منافق خود ناپاک ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی ایسا ہی خیال کرتا ہے۔ غرض پاک انسانوں پر تہمت لگانے والا انسان مومنوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

مومن تو اس قسم کے ناپاک اتہامات کو بار شاد خداوندی "ھذا بھتان عظیم" قرار دیتے ہیں۔ مگر کئی ناپاک طبع ان کی اشاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ نسترین کی افترا پردازی اور بہتان تراشی کو پھیلانے میں ایک خاص طبقہ جوش و خروش سے حصہ لے رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہم آج اس سلسلہ کو شروع کر رہے ہیں۔ "دعوت مباہلہ" کی صحت پر بحث کرنے کے لئے سب سے اوّل ہمیں قرآن مجید کی رو سے اس پر نظر کرنی چاہیئے۔ یہ الزام اپنی نوعیت میں کوئی انوکھا الزام نہیں۔ بلکہ شیطان کے مظاہر پارسا اور برگزیدہ لوگوں پر ایسا ہی اتہام لگاتے رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ پر بدطینت لوگوں نے ایسا ہی الزام لگایا۔ حضرت یوسفؑ کے متعلق ایک عورت نے دعویٰ کیا۔ کہ انہوں نے نعوذ باللہ) مجھ سے بدکاری کرنے کی کوشش کی اور نادان مسلمانوں نے بھی ھم بھا کی تفسیر میں اس دعویٰ کو قبول کر لیا۔ حضرت مریمؑ صدیقہ پر الزام لگایا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان تراشا گیا۔ غرض مقدسین کا ایک گروہ نظر آتا ہے جن کے متعلق شیطانی ذریت نے اس قسم کے اتہام بیان کئے اور خود حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگانے والے تو مسلمان ہی کہلاتے تھے۔ اور قرآن مجید بھی ان کو عصبۃ منکم "تم میں سے ایک جماعت" ہی قرار دیتا ہے۔ مگر غور طلب امر یہ ہے۔ کہ ان تمام صورتوں میں کس طریق سے بریت ہوئی؟ ایک دشمن اسلام کو کس طریق سے مطمئن کیا جا سکتا ہے؟ یا کیا گیا؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ جس عقلی و نقلی طریق سے ان مقدمات میں برأت کا امکان ہے۔ اس سے کہیں زیادہ سیدنا "محمود" کے خلاف اتہامات کی تردید موجود ہے۔ ہم نے ایک عرصہ تک مخالفین کی شرافت و انسانیت سے اپیل کی مگر جب وہ اس دائرہ سے باہر ہو گئے ہیں تو ہم حق پسند انسانوں کی خاطر اس بحث کو مکمل طور پر لکھنا چاہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے۔ کہ امثلہ ماسبق میں مباہلہ کی دعوت دی گئی۔ اور اس طریق سے فیصلہ کیا گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو آج اسی طریقہ پر بناء فیصلہ رکھنا کہاں تک شریعت نوازی کہلا سکتی ہے۔

پاک لوگوں پر الزامات کی تردید اللہ تعالیٰ اپنے قول اور فعل سے کرتا رہا ہے۔ اور دشمن کے لئے خدا کا فعل ہی حجت ہو سکتا ہے۔ اسلئے میں ہر دانشمند انسان کو اس معاملہ میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ غور کرے۔ کہ کیا روز بروز "محمود" کی آواز کو قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اور لوگ جوق در جوق آپ کی اطاعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ یا معاملہ برعکس ہے؟ کیونکہ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

واقعات شاہد ہیں۔ کہ ہر نیا دن احمدیت کے لئے ایک شاندار مستقبل لاتا ہے۔ اور ہر نئی رات اسکی ترقی کیلئے زبردست قدم اٹھانے کا راستہ کھولتی ہے۔ پس خدا کا فعل ان ناپاک لوگوں کی تردید میں شاہد ناطق ہے۔ انسانی عزت و آبرو نہایت قیمتی اور نہایت نازک چیز ہے۔ زبان کے چند کلمات اس قیمتی متاع کو ضائع کرنیکا موجب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے ایک طرف تو فرمایا۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (نور ع) کہ جو لوگ مومنوں میں اشاعت فاحشہ پسند کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔ خدا تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کو بتاکید نصیحت فرمائی۔ (۱) والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً واولئک ھم الفاسقون (نور ع) (۲) لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یأتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون (نور ع) کہ جو لوگ کسی پر تہمت لگائیں اور پھر ان کے چار گواہ نہ ہوں۔ تو وہ جھوٹے ہیں۔ ان کو اسی درّے لگائے جائیں (اگر حکومت ہو) اور انکی کبھی گواہی منظور نہ کی جائے۔

گویا اسلام نے ننگ و ناموس کو نہایت سختی سے محفوظ کیا ہے۔ اور بہتان تراشی کے انسداد کا زبردست ذریعہ قائم کیا ہے۔ اگر چار گواہ نہ ہوں۔ تو الزام لگانیوالے کو لازماً کاذب کہنا پڑے گا۔ اور اگر اس قانون سے کوئی مجرم باہر رہ سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی ایک علیم و بصیر ہستی موجود نہیں۔ اور کیا وہ مجرم کو اس کے کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا۔ تمہیں قانون توڑنے کی ضرورت نہیں غرض اسلام نے اس قسم کے الزامات کیلئے چار گواہوں کی شرط قرار دی ہے۔ اور جو اس کے بغیر اشاعت الزام کرتا ہے۔ وہ قرآن پاک کے الفاظ میں کاذب اور جھوٹا ہے۔ اس قانون میں مباہلہ کی صورت موجود نہیں۔ پس ان لوگوں کو خدا کے غضب سے بچنا چاہیئے۔ جو بھیڑوں کے

...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی احمدیہ لائبریری اور احمدیہ گھر ان کتابوں سے خالی نہ رہے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

حقیقۃ الوحی۔ حضور علیہ السلام کی وہ مشہور اور نادر تصنیف ہے۔ جس میں وحی کی حقیقت اور اپنی صداقت کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اور مکفرین اور منکرین کے کفر و اسلام کی حقیقت اور غیر مبایعین کے عقائد باطلہ کا کما حقہٗ رد لکھا گیا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ ؛

انجام آتھم۔ اس میں عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کی حقیقت اور علماء و سجادہ نشینان دنیا کو دعوت مباہلہ۔ عیسائیوں کو فیصلہ الٰہی کی دعوت۔ مولوی ثناء اللہ و دیگر علماء حال پر اتمام حجت اور عبدالحق غزنوی والے مباہلہ کی کیفیت اور مولویوں کو قبولیت دعا اور تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج مع دیگر چند مختلف مسائل کے۔ قیمت صرف دو روپیہ ؛

براہین احمدیہ چار جلد۔ حضور کی مشہور تصنیف انعامی دس ہزار روپیہ۔ جس نے تمام دیگر مذہب کو ساکت اور لاجواب کر کے ان پر حجت تمام کر دی ہے قیمت صرف چار روپیہ ؛

تبلیغ رسالت جلد اوّل۔ اس میں حضور کے وہ نایاب اشتہارات ہیں۔ جو ۱۸۷۸ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک حضور نے بغرض احقاق حق و ابطال باطل و صداقت اسلام و صداقت دعوی مسیحائی پر شائع کئے۔ اور اب بالکل نایاب ہیں قیمت صرف ایک روپیہ

تبلیغ رسالت جلد دوم۔ اس میں اپریل ۱۸۹۱ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک کے نایاب اشتہارات ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ ؛

تبلیغ رسالت جلد سوم۔ اس میں ۱۸۹۳ء سے لیکر ۱۸۹۴ء تک کے جملہ اشتہارات جمع کر دیے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ ؛

تبلیغ رسالت جلد چہارم۔ اس میں صرف ۱۸۹۵ء ایک سال کے نایاب اشتہارات جمع کئے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ ؛

تبلیغ رسالت جلد ہفتم۔ اس میں ۱۸۹۸ء کے کل اشتہارات درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر ؛

تبلیغ رسالت جلد ہشتم۔ جس میں ۱۸۹۹ء کے جملہ اشتہارات نقل کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۱۴ر ؛

تبلیغ رسالت جلد نہم۔ یہ ۱۹۰۰ء کے اشتہارات کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۱۰ر ؛

تبلیغ رسالت جلد دہم۔ اس جلد میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وصال تک کے تمام اشتہارات جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ؛

ان آٹھوں جلدوں کی یکمشت خریدار کو بجائے بعہ اصلی قیمت کے آٹھ روپیہ میں۔ آٹھوں جلدیں ملیں گی۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

ہستی باری تعالیٰ۔ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ معرکۃ الآراء تقریر جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۱ء پر بیان فرمائی قیمت عصر ؛

منہاج الطالبین۔ حضرت اولوالعزم فضل عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ان پر حقائق پُر معارف تقریروں کا مجموعہ ہے۔ جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء پر بیان فرمائیں۔ قیمت ۱۰ر ؛

قتل مرتد اور اسلام۔ حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کی وہ زبردست تصنیف جس میں قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے تمام ان مدعیان اسلام کی تحریروں کی تردید کر دی ہے۔ جو مخالفین سلسلہ نے اپنی جہالت سے اسلام میں مرتد کی سزا قتل کے ثبوت میں شائع کی تھیں۔ جس کا جواب نہ فرنگی محلی نہ دیوبندی نہ کرم آبادی اور نہ کوئی دوسرا دے سکا۔ ہر ایک مسلمان کو اس کا پڑھنا ضروری ہے قیمت عصر ؛

آپ بیتی۔ مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل مجاہد بخارا کی خود نوشت تاریخ جس میں وہ پُر درد والم ناک حالات تحریر فرمائے ہیں۔ بولدوس کے علاقہ میں انہیں پیش آئے۔ جس کو پڑھ کر پتھر سے پتھر دل بھی پگھل جائے۔ اور صداقت سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایمان لے آئیگا۔ قیمت ۴ر ؛

مسیح موعود۔ مولوی عبدالوہاب صاحب خلف حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی اچھوتی تصنیف جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر نئے طرز پر دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر ؛

سیرت مسیح موعودؑ۔ حضرت سیدنا فضل عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قلم سے قابل دید و لائق شنید۔ قیمت ۴ر ؛

حیات نور الدین۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی اپنی لکھائی ہوئی سوانحعمری۔ جس کا مطالعہ احمدی احباب کو ضروری ہے۔ قیمت صرف ۱۰ر ؛

خزینۃ العلوم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تین تقریریں۔ جن میں مختلف علوم کا ذکر فرما کر احمدی مبلغین کو توجہ دلائی ہے۔ قابل دید۔ قیمت ۶ر ؛

ثناء اللہ کے رد میں،

۱ ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار ۷ر ؛ ۲ فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی ۷ر ؛ ۳ فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۸ر ؛ ۴ چودھویں صدی کا یہودی ۵ر ؛ ۵ ثنائی ہرزہ درائی ۵ر ؛ ۶ صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۴ر ؛ ۷ مرقع ثنائی ۴ر ؛ ۸ آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا عصر ؛ ۹ علماء خلف عصر ؛ ۱۰ ثناء اللہ کا حلف سے گریز ۴ر ؛ یہ دس کتابیں کا سٹ ثناء اللہ اہلحدیث امرتسری کی تردید میں لاجواب ہے۔ سالم سٹ کے خریداران کو بجائے للعہ کے صرف چار روپیہ میں یہ مکمل سٹ ملیگا۔ محصول ڈاک سب کتابوں کا بذمہ خریداران ؛

ردّ آریہ

۱ مشین گن ۴ر ؛ ۲ ویدک توحید ۲ر ؛ ۳ مسلمان کا پیغام ۲ر ؛ ۴ دھرمپال کا چیٹھا ۱ر ؛ ۵ ویدوں کے سربستہ راز ۴ر ؛ ۶ گائے کی عظمت ۱ر ؛ ۷ علام الانام ۰ر ؛ ۸ کیفیت وید ۵ر ؛ ۹ چشمہ ہدایت ۵ر ؛ ۱۰ [illegible] ۴ر ؛ [illegible]

(اخبار اسلام پریس قادیان میں باہتمام میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر طبع ہو کر فاروق منزل قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوا)